بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

کئی دن سے پاکستان کے دینی مدارس کی اصلاح و تنظیم کے نام سے حکومت کے مختلف عزائم اور تجاویز کا ذکر سننے میں آ رہا ہے، کچھ عرصہ قبل صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کی طرف سے بھی "اصلاح مدارس" کے سلسلہ میں کچھ ایسی باتیں سامنے آئی تھیں کہ ہمیں بڑے ملا نہیں چاہئیں اور مدارس کو عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونا چاہیئے، اور اب اس سلسلہ میں حکومت کیطرف سے باقاعدہ ایک قومی کمیٹی کے قیام اور اس کی تگ و دو کی اطلاع بھی آئی ہے اگرچہ اس سلسلہ میں حکومت کے عزائم منصوبوں اور ارادوں کی واضح اور غیر مبہم تفصیل سامنے نہیں آ سکی۔ مگر یہ بات قطعی ہے کہ اپنے پیش رو حکومتوں کیطرح موجودہ حکومت کو بھی دیگر اصلاحی اقدامات کیطرح مدارس عربیہ میں عمل دخل اور اس کے نظام و نصاب میں کمی بیشی اور ترمیم و اضافہ کا شوق بڑی شدت سے دامنگیر ہے، جبکہ ایک طرف اس کے سامنے پراگندہ اور تباہ حال معاشرے کی معیشت و سیاست اور اخلاق و تہذیب کا ملبہ ایک ڈھیر کی شکل میں پڑا ہوا ہے۔ یورپ کا مسلط کردہ جدید عصری نظام و نصاب تعلیم اپنی ہزار خرابیوں کی شکل میں جوں کا توں قائم اور رو بترقی ہے۔ جہاں انسانی مجد و شرف کی اعلیٰ صلاحیتیں پوری شدت سے ضائع ہو رہی ہیں، اصلاح کے ہزاروں دیگر فوری مسائل اور شعبے توجہ طلب ہیں۔ مگر حکومت کو معلوم نہیں زیادہ دلچسپی عربی اور اسلامی علوم کی خالص اللہ کے توکل دھرد سے پر نشر و اشاعت میں مشغول ان بے سروسامان اداروں اور مدارس سے کیوں ہے۔؟ اور ملک و ملت کا خدا معلوم کون سا ایسا فوری بحران ہے جو مدارس کو مشق تحقیق بنائے بغیر ختم نہیں ہو سکتا۔ جبکہ تعلیم کے میدان میں جدید تعلیم گاہوں اور اس میں زیر تعلیم لاکھوں، کروڑوں افراد سے مدارس عربیہ اور اس میں پڑھنے پڑھانے والوں کی نسبت پانچ اور سو کی بھی نہیں ہے۔ ایسے وقت میں بے اختیار زبان سے نکلنے لگتا ہے۔ کہ ؎

تو کار زمین را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

یہاں دو باتیں ہیں ایک مدارس عربیہ کے نظام اور نصاب تعلیم پر حقائق پر مبنی نظر اصلاح اور جدید تقاضوں کی روشنی میں اس میں تبدیلی یا اضافہ اور دوسری بات اس اصلاح و نگہداشت کے نام پر کسی بھی حکومت وقت کو مدارس عربیہ کو اپنے تصرف و تحویل اور نگرانی و نگہداشت اور اس میں عمل دخل کا حق جہاں تک نصاب تعلیم

کا مسئلہ ہے، خود ارباب مدارس اور اہل مدارس اس کے بارہ میں کبھی غافل نہیں رہے۔ درس نظامی میں کمی بیشی اور مفید اشیاء کا اضافہ ایک حد تک ہوتا چلا آرہا ہے۔ علوم آلیہ کی غیر ضروری کتابیں اختیاری حیثیت پا چکی ہیں، ادب و تاریخ میں خوب سے خوب تر نصاب کی تلاش رہتی ہے۔ مگر اصل مسئلہ اس نصاب کے بنیادی علوم کا ہے۔ جو لوگ اور عموماً ماڈرن اور جدید دانشور نام نہاد محققین قسم کے افراد مدارس عربیہ کے موجودہ نصاب کو تنقید اور طنز و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ ان میں سے تقریباً اکثر اس نصاب کے بارہ میں ابتدائی معلومات بھی نہیں رکھتے، کجا کہ اس نصاب کی وسعت و گہرائی اور جامعیت کا انہیں علم ہو ـــــ الا ماشاء اللہ پھر انہیں یہ بنیادی مقصد اور اساسی ہدف بھی معلوم نہیں کہ یہ مدارس عربیہ ہزار ناگوار اور نامساعد احوال کے باوجود ہزاروں مصیبتیں جھیل کر علوم نبویہ دینیہ کی یہ شمع اس لئے فروزاں نہیں رکھتے کہ یہاں سے قوم کو حساب دان، سیاستدان، انجینئر اور مہندس فراہم کریں بالفاظ دیگر علوم نبوت کے ان کارخانوں اور انسانیت کے ان کارگاہوں کا مقصد وجود قوم کو لوہار، مستری، بڑھئی اور نجار و خیاط مہیا کرنا نہیں بلکہ معلم و مدرس خطیب و مبلغ داعی اور مصلح، فقیہ و مفتی فراہم کرنا ہے۔ یہ انسانیت کے تعمیر و تزکیہ کے مراکز ہیں، سائنس اور سرجری کی معمل گاہیں نہیں، تعلیم کتاب و حکمت، تزکیہ نفوس تطہیر اخلاق، تمیز حلال و حرام معرفت حق و شہادت حق ان کا اولین و آخرین مقصود ہے۔ اس نظر سے دیکھنا چاہئے کہ کیا موجودہ نصاب جس کا بنیادی تعلق علوم کتاب و سنت اور فقہ و شریعت سے ہے اور باقی مروجہ علوم درس نظامی ان علوم کے وسائل و ذرائع ہیں نحو و صرف عربی لغت و ادب معانی و بیان و بدیع سب انہی علوم کتاب و سنت یعنی تفسیر و اصول تفسیر، حدیث و اصول حدیث، فقہ و اصول فقہ کے گرد گھومتے ہیں۔ پھر کیا مذکورہ بالا مقاصد کے لئے یہ علوم کافی نہیں ہیں اور پھر کیا یہ ضروری ہے کہ مدارس عربیہ سے نکلنے والے علماء و فقہاء خطباء و مبلغین اپنے فن میں ہزار صلاحیت و استعداد اور اہلیت کے باوجود ڈاکٹر اور انجینئر بھی ہوں، جغرافیہ دان اور حساب دان بھی ہوں۔ اگر کسی یونیورسٹی یا کالج کے گریجویٹ کے لئے بیک وقت ان سب باتوں میں دسترس ضروری نہیں سمجھی جاتی نہ ڈاکٹر کو اس کے لئے نا اہل سمجھ لیا جاتا ہے کہ وہ حساب دان اور انجینئر نہیں نہ کوئی بڑے سے بڑا گریجویٹ اس لئے نا اہل ہو سکتا ہے۔ کہ اسے مسلمان ہوتے ہوئے اسلام کے بنیادی معلومات اور مبادی کا علم نہیں اُسے اسلام کے اولین فرائض و اعتقادات پر بھی عبور نہیں، پھر کیا ستم ہے کہ ہر حکومت کی تان انہی مدارس پر آکر ٹوٹ جاتی ہے۔ اگر ان لوگوں کو علماء اور دینی افراد و رجال سے بڑی ہمدردی ہے اور انہیں یہ درد دکھائے جارہا ہے کہ علماء کی پسماندگی دور کی جائے اور معاشرہ میں انہیں معزز مقام مل جائے تو اس کا علاج ہرگز یہ نہیں کہ انہیں اپنے سانچہ میں ڈال دو انہیں اپنے اصل اور حقیقی مقصد سے ہٹا دو ان کا رُخ علوم شریعت سے علوم دنیاویہ کیطرف موڑ دو بلکہ اصل علاج یہ ہے، کہ تم معاشرہ کو یورپ کے

غلامانہ بندھنوں سے نکال کر محمد عربیؐ کے بتلائے ہوئے خطوط پر ڈالدو معاشرہ اسلامی ہو جائے گا، تعلیم وسیاست، آئین وحکومت، نظام عدل وتعزیرات اسلامی کر دینے کے بعد خود بخود علماء مدارس کو ان کا مقام مل جائے گا، ایک طرف تو آپ کسی معاملہ کے شرعی تشخص کیلئے قائم کردہ شریعت بنچ میں کسی عالم کو شریک کرنے کے روادار نہیں ہو سکتے، دوسری طرف آپ کو ان چند بوریہ نشین اہل حق علماء وطلباء کی روزی کا غم کھائے جارہا ہے کہ انہیں درزی موچی، ماسٹر اور ٹیچر انگریزی دان اور حساب دان بن کر رزق کا انتظام کرنا چاہئے تاکہ نہ یہ دین کے رہیں نہ دنیا کے، بہرحال اصلاح نصاب کا یہ موضوع نہایت طول طویل ہے۔ نئے نئے تجربوں کے نہایت تلخ نمونے ہمارے سامنے ہیں۔ بہاولپور کی اسلامی یونیورسٹی جو آج مخلوط کلب بن چکی ہے۔ اور جہاں کسی باریش اجنبی کا داخل ہونا بھی اپنے لئے دعوت تضحیک دینا ہے۔ اور جہاں کی قال اللہ اور قال الرسول سے گونجنے والی عمارتیں اب عشق و محبت اور نامحرم جوڑوں کے باہمی راز ونیاز کی آماجگاہیں بن چکی ہیں۔ خدارا اور للہ ان مدارس کو فی الحال اپنے حال پر رہنے دیجئے اور انہیں نئے نئے تجربوں کا تجربہ گاہ نہ بنائیے۔

مگر اس سے بڑھ کر جو مسئلہ پورے طبقہ علماء اور مدارس کے لئے اہمیت رکھتا ہے، اور جو دین کے تحفظ اور حق کے دفاع واشاعت اور بقاء کیلئے ڈیڑھ دو سو صدیوں سے آزمایا گیا ہے، وہ ان مدارس کی آزاد غیر سرکاری خود مختارانہ حیثیت ہے۔ انگریز اپنی طویل اور مسلسل ریشہ دوانیوں اور ستم رانیوں کے باوجود اگر برصغیر میں اسلام کو نہیں مٹا سکا اور بالآخر برصغیر آزاد اور اسلام اپنے اصل خدوخال کی شکل میں محفوظ رہا تو وہ انہی حریت فکر اور حکومتوں کی سرپرستی اور نگرانی سے آزاد و بے نیاز مدارس عربیہ اور اس سے وابستہ افراد کا نتیجہ تھا قادیانیت کو یہاں پنپنے کا موقعہ نہ مل سکا پرویز کے عزائم خاک میں ملا دئے گئے۔ صدر ایوب کی متجددانہ جدوجہد کے لئے یہ زمین بنجر ثابت ہوئی۔ سوشلسٹوں کے لئے یہ ملک جہنم کدہ بن گیا۔ یہاں کا ذرہ ذرہ تحریک نظام مصطفیٰ میں اسلام اور نظام محمدی کے نعروں اور ولولوں سے چمک اٹھا اور بالآخر ملت اپنے اصل اور حقیقی منزل مقصود کے جادۂ حق پر گامزن ہوگئی۔ تو اس میں اہم اور بنیادی کردار ان مدارس عربیہ کے اسی آزادانہ کردار، حریت فکر، بے نیازی اور وارفتگی وللہیت کا رہا۔ خدارا اسلام کے ان حصاروں اور قلعوں کو عجلت پر مبنی اقدامات سے کمزور نہ کیجئے کہ امت کی یہ رہی سہی پونجی ایک دفعہ بازیچۂ اقتدار وحکومت بن گئی تو اس کے عصمت وتقدس کو پھر پچھتا پچھتا کر بھی بحال نہ کیا جا سکے گا۔ (جاری ہے)

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق